

مختصر سیرت امام حسن عسکری علیہ السلام

علامہ نجم الحسن کراروی

مومنین کے لئے خوشخبری

Whatsapp پر دینی معلومات جیسے کہ عقائد، اخلاقیات،

درس قرآن

فقہی مسائل، "خواتین کے مخصوص مسائل"

وظیفے، میمبرز کے فقہی سوالات، جو وہ الگ سے پوچھ سکتے ہیں

کلمات امیر المومنینؑ از نہج البلاغہ، احادیث معصومینؑ

ہر مناسبت کے حوالہ سے اعمال

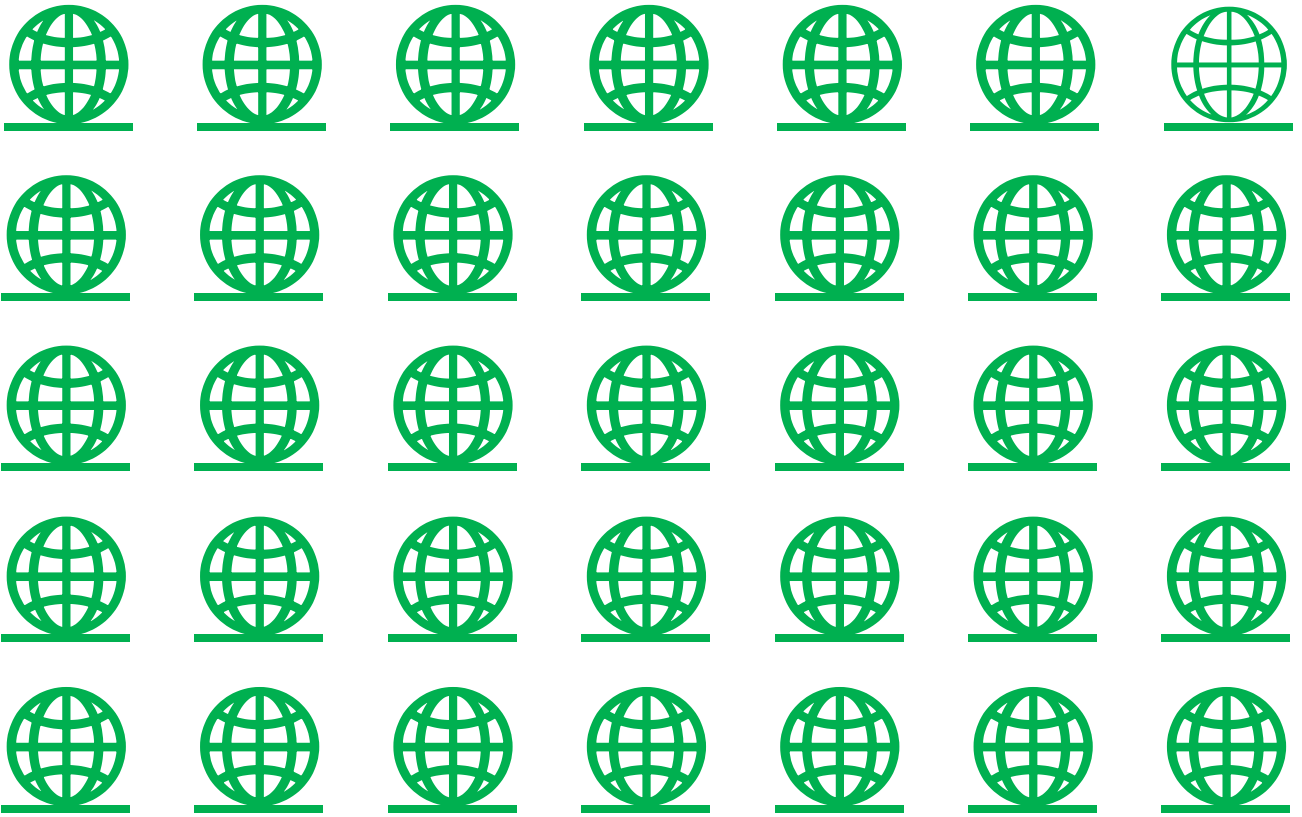
دعائیں اور دیگر دینی معلومات حاصل کرنے کے لئے قرآن و عترت

کے گروپ کو جوائن کریں۔

قرآن و عترت اکیڈمی کے گروپ میں شامل ہونے کے لئے ان

میں سے کسی ایک  پر کلک کریں۔

تمام گروپ میں مشترکہ نشریات بھیجی جاتی ہیں اسلئے ایک سے زائد
گروپ میں شامل نہ ہوں تاکہ دوسری بھی شامل ہو کر استفادہ کر
سکیں۔



قرآن و عترت اکیڈمی کے دینی ویڈیوز Youtube پر دیکھنے کے لئے

ہمارے Youtube channel کو Subscribe کریں



اسلامی گرافکس کے لئے Instagram پر Follow کریں



Instagram

اور ہماری Facebook Page کو Like کریں



یہ کتاب برقی شکل میں نشر ہوئی ہے اور شبکہ الامامین الحسین
(علیہما السلام) کے گروہ علمی کی نگرانی میں تنظیم ہوئی ہے

فہرست

- 6 فہرست
- 7 حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام
- 7 امام حسن عسکری کی ولادت اور بچپن کے بعض حالات
- 8 آپ کی کنیت اور آپ کے القاب
- 9 آپ کا عہد حیات اور بادشاہان وقت
- 11 چار ماہ کی عمر اور منصب امامت
- 12 چار سال کی عمر میں آپ کا سفر عراق
- 12 یوسف آل محمد کنوئیں میں
- 13 امام حسن عسکری اور کمسنی میں عروج فکر
- 15 امام حسن عسکری علیہ السلام کے ساتھ بادشاہان وقت کا سلوک اور طرز عمل
- 23 امام علی نقی علیہ السلام کی شہادت اور امام حسن عسکری کا آغاز امامت
- 28 اپنے عقیدت مندوں میں حضرت کا دورہ
- 30 امام حسن عسکری علیہ السلام کا پتھر پر مہر لگانا
- 33 حضرت امام حسن عسکری کا عراق کے ایک عظیم فلسفی کو شکست دینا
- 37 حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اور خصوصیات مذہب
- 38 حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اور عید نہم ربیع الاول
- 40 حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے پند سود مند
- 46 معتمد عباسی کی خلافت اور امام حسن عسکری علیہ السلام کی گرفتاری
- 49 اسلام پر امام حسن عسکری کا احسان عظیم واقعہ قحط
- 53 امام حسن عسکری اور عبید اللہ وزیر معتمد عباسی
- 60 امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

امام حسن عسکری کی ولادت اور بچپن کے بعض حالات

علماء فریقین کی اکثریت کا اتفاق ہے کہ آپ بتاریخ ۱۱۰ ربیع
الثانی ۲۳۲ ہجری یوم جمعہ بوقت صبح بطن جناب حدیثہ خاتون
سے بمقام مدینہ منورہ متولد ہوئے ہیں ملاحظہ ہو شواہد النبوت
ص ۲۱۰، صواعق محرقہ ص ۱۲۴، نور الابصار ص ۱۱۰، جلاء العیون
ص ۲۹۵، ارشاد مفید ص ۵۰۲، دمعہ ساکبہ ص ۱۶۳۔

آپ کی ولادت کے بعد حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے
حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کے رکھے ہوئے ”نام حسن بن علی“ سے
موسوم کیا (ینابیع المودۃ)۔

آپ کی کنیت اور آپ کے القاب

آپ کی کنیت ”ابو محمد“ تھی اور آپ کے القاب بے شمار تھے جن میں عسکری، ہادی، زکی خالص، سراج اور ابن الرضا زیادہ مشہور ہیں (نور الابصار ص ۱۵۰، شواہد النبوت ص ۲۱۰، دمعہ ساکبہ جلد ۳ ص ۱۲۲، مناقب ابن شہر آشوب جلد ۵ ص ۱۲۵)۔

آپ کا لقب عسکری اس لئے زیادہ مشہور ہوا کہ آپ جس محلہ میں بمقام ”سرمین رائے“ رہتے تھے اسے عسکر کہا جاتا تھا اور بظاہر اس کی وجہ یہ تھی کہ جب خلیفہ معتصم باللہ نے اس مقام پر لشکر جمع کیا تھا اور خود ہی قیام پذیر تھا تو اسے ”عسکر“ کہنے لگے تھے، اور خلیفہ متوکل نے امام علی نقی علیہ السلام کو مدینہ سے بلوا کر یہیں مقیم رہنے پر مجبور کیا تھا نیز یہ بھی تھا کہ ایک مرتبہ خلیفہ وقت نے امام زمانہ کو اسی مقام پر نوے ہزار لشکر کا معائنہ کرایا تھا اور آپ نے اپنی دو انگلیوں کے درمیان سے اسے

اپنے خدائی لشکر کا مطالعہ کرادیا تھا انہیں وجوہ کی بنا پر اس مقام کا نام عسکر ہو گیا تھا جہاں امام علی نقی اور امام حسن عسکری علیہما السلام مدتوں مقیم رہ کر عسکری مشہور ہو گئے (بحار الانوار جلد ۱۲ ص ۱۵۴، وفیات الاعیان جلد ۱ ص ۱۳۵، مجمع البحرین ص ۳۲۲، دمعہ ساکبہ جلد ۳ ص ۱۶۳، تذکرۃ المعصومین ص ۲۲۲)۔

آپ کا عہد حیات اور بادشاہان وقت

آپ کی ولادت ۲۳۲ ہجری میں اس وقت ہوئی جبکہ واثق باللہ بن معتمد بادشاہ وقت تھا جو ۲۲۷ ہجری میں خلیفہ بنا تھا (تاریخ ابوالفداء) پھر ۲۳۳ ہجری میں متوکل خلیفہ ہوا (تاریخ ابن الوردی) جو حضرت علی اور ان کی اولاد سے سخت بغض و عناد رکھتا تھا، اور ان کی منقصدت کیا کرتا تھا (حیوۃ الحیوان و تاریخ کامل) اسی نے ۲۳۶ ہجری میں امام حسین کی زیارت جرم

قراردی اور ان کے مزار کو ختم کرنے کی سعی کی (تاریخ کامل)
اور اسی نے امام علی نقی علیہ السلام کو جبرامدینہ سے رمن رائے
میں طلب کرا لیا، (صواعق محرقہ) اور آپ کو گرفتار کر کے آپ
کے مکان کی تلاشی کرائی (وفیات الاعیان) پھر ۲۴۷ ہجری میں
مستنصر بن متوکل خلیفہ وقت ہوا۔ (تاریخ ابوالفداء) پھر ۲۴۸
ہجری میں مستعین خلیفہ بنا (ابوالفداء) پھر ۲۵۲ ہجری میں
معتز باللہ خلیفہ ہوا (ابوالفداء) اسی زمانے میں امام علیہ السلام کو
زہر سے شہید کر دیا گیا (نور الابصار) پھر ۲۵۵ ہجری میں مہدی
باللہ خلیفہ بنا (تاریخ ابن الوردی) پھر ۲۵۶ ہجری میں معتمد علی
اللہ خلیفہ ہوا (تاریخ ابوالفداء) اسی زمانہ میں ۲۶۰ ہجری میں
امام علیہ السلام زہر سے شہید ہوئے (تاریخ کامل) ان تمام خلفاء
نے آپ کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جو آل محمد کے ساتھ برتاؤ کئے
جانے کا دستور چلا آ رہا تھا۔

چارماہ کی عمر اور منصب امامت

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی عمر جب چار ماہ کے قریب ہوئی تو آپ کے والد امام علی نقی علیہ السلام نے اپنے بعد کے لیے منصب امامت کی وصیت کی اور فرمایا کہ میرے بعد یہی میرے جانشین ہوں گے اور اس پر بہت سے لوگوں کو گواہ کر دیا (ارشاد مفید ۵۰۲، دمعہ ساکبہ جلد ۳ ص ۱۶۳ بحوالہ اصول کافی)۔

علامہ ابن حجر مکی کا کہنا ہے کہ امام حسن عسکری، امام علی نقی کی اولاد میں سب سے زیادہ اجل و ارفع اعلیٰ و افضل تھے۔

چار سال کی عمر میں آپ کا سفر عراق

متوکل عباسی جو آل محمد کا ہمیشہ سے دشمن تھا اس نے امام حسن عسکری کے والد بزرگوار امام علی نقی علیہ السلام کو جبراً ۲۳۶ ہجری میں مدینہ سے ”سرمین رائے“ بلالیا آپ ہی کے ہمراہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو بھی جانا پڑا اس وقت آپ کی عمر چار سال چند ماہ کی تھی (دمعہ ساکبہ جلد ۳ ص ۱۶۲)۔

یوسف آل محمد کنوئیں میں

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نہ جانے کس طرح اپنے گھر کے کنوئیں میں گر گئے، آپ کے گرنے سے عورتوں میں کہرام عظیم برپا ہو گیا سب چیخنے اور چلانے لگیں، مگر امام علی نقی علیہ السلام جو محو نماز تھے، مطلق متاثر نہ ہوئے اور اطمینان سے نماز کا اختتام کیا، اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ گھبراؤ نہیں حجت

خدا کو کوئی گزند نہ پہنچے گی، اسی دوران میں دیکھا کہ پانی بلند ہو رہا ہے اور امام حسن عسکری پانی میں کھیل رہے ہیں (معہ ساکبہ جلد ۳ ص ۱۷۹)۔

امام حسن عسکری اور کمسنی میں عروج فکر

آل محمد جو تدبر قرآنی اور عروج فکر میں خاص مقام رکھتے ہیں ان میں سے ایک بلند مقام بزرگ حضرت امام حسن عسکری ہیں، علماء فریقین نے لکھا ہے کہ ایک دن آپ ایک ایسی جگہ کھڑے رہے جس جگہ کچھ بچے کھیل میں مصروف تھے اتفاقاً ادھر سے عارف آل محمد جناب بہلول دانا گزرے، انہوں نے یہ دیکھ کر کہ سب بچے کھیل رہے ہیں اور ایک خوبصورت سرخ و سفید بچہ کھڑا رہا ہے ادھر متوجہ ہوئے اور کہا کہ اے نونہال مجھے بڑا افسوس ہے کہ تم اس لیے رو رہے ہو کہ تمہارے پاس

وہ کھلونے نہیں ہیں جو ان بچوں کے پاس ہیں سنو! میں ابھی ابھی تمہارے لیے کھلونے لے کر آتا ہوں یہ کہنا تھا کہ اس کمسنی کے باوجود بولے، انانہ سمجھ ہم کھیلنے کے لیے نہیں پیدا کئے گئے ہم علم و عبادت کے لیے پیدا کئے گئے ہیں انہوں نے پوچھا کہ تمہیں یہ کیونکر معلوم ہوا کہ غرض خلقت علم و عبادت ہے، آپ نے فرمایا کہ اس کی طرف قرآن مجید رہبری کرتا ہے، کیا تم نے نہیں پڑھا کہ خدا فرماتا ہے ”فحسبتم انما خلقناکم عبثاً“ الخ (پ ۱۸ رکوع

(۶)۔

کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم نے تم کو عبث (کھیل و کود) کے لیے پیدا کیا ہے؟ اور کیا تم ہماری طرف پلٹ کر نہ آؤ گے یہ سن کر بہلول حیران رہ گئے، اور کہنے پر مجبور ہو گئے کہ اے فرزند تمہیں کیا ہو گیا تھا کہ تم رو رہے تھے گناہ کا تصور تو ہو نہیں سکتا کیونکہ تم بہت کم سن ہو، آپ نے فرمایا کہ کمسنی سے

کیا ہوتا ہے میں نے اپنی والدہ کو دیکھا ہے کہ بڑی لکڑیوں کو جلانے کے لیے چھوٹی لکڑیاں استعمال کرتی ہیں میں ڈرتا ہوں کہ کہیں جہنم کے بڑے ایندھن کے لیے ہم چھوٹے اور کمسن لوگ استعمال نہ کئے جائیں (صواعق محرقہ ص ۱۲۲، نور الابصار ص ۱۵۰، تذکرۃ المعصومین ص ۲۳۰)۔

امام حسن عسکری علیہ السلام کے ساتھ بادشاہان وقت کا سلوک اور طرز عمل

جس طرح آپ کے آباؤ اجداد کے وجود کو ان کے عہد کے بادشاہ اپنی سلطنت اور حکمرانی کی راہ میں روڑا سمجھتے رہے ان کا یہ خیال رہا کہ دنیا کے قلوب ان کی طرف مائل ہیں کیونکہ یہ فرند رسول اور اعمال صالح کے تاجدار ہیں لہذا ان کو انظار عامہ سے دور رکھا جائے ورنہ امکان قوی ہے کہ لوگ انہیں اپنا بادشاہ

وقت تسلیم کر لیں گے اس کے علاوہ یہ بغض و حسد بھی تھا کہ ان کی عزت بادشاہ وقت کے مقابلہ میں زیادہ کی جاتی ہے اور یہ کہ امام مہدی انہیں کی نسل سے ہوں گے جو سلطنتوں کا انقلاب لائیں گے انہیں تصورات نے جس طرح آپ کے بزرگوں کو چین نہ لینے دیا اور ہمیشہ مصائب کی آماجگاہ بنائے رکھا اسی طرح آپ کے عہد کے بادشاہوں نے بھی آپ کے ساتھ کیا عہد و اٹق میں آپ کی ولادت ہوئی اور عہد متوکل کے کچھ ایام میں بچپنا گزرا، متوکل جو آل محمد کا جانی دشمن تھا اس نے صرف اس جرم میں کہ آل محمد کی تعریف کی ہے ابن سکیت شاعر کی زبان گدی سے کھنچوالی (ابوالفداء جلد ۲ ص ۱۴)۔

اس نے سب سے پہلے تو آپ پر یہ ظلم کیا کہ چار سال کی عمر میں ترک وطن کرنے پر مجبور کیا یعنی امام علی نقی علیہ السلام کو جبراً مدینہ سے سامرہ بلوالیا جن کے ہمراہ امام حسن عسکری علیہ

السلام کو لازمہا جانا تھا پھر وہاں آپ کے گھر کی لوگوں کے کہنے سننے سے تلاشی کرائی اور آپ کے والد ماجد کو جانوروں سے پھڑوا ڈالنے کی کوشش کی، غرضکہ جو جو سعی آل محمد کو ستانے کی ممکن تھی وہ سب اس نے اپنے عہد حیات میں کر ڈالی اس کے بعد اس کا بیٹا مستنصر خلیفہ ہوا یہ بھی اپنے باپ کے نقش قدم پر چل کر آل محمد کو ستانے کی سنت ادا کرتا رہا اور اس کی مسلسل کوشش یہی رہی کہ ان لوگوں کو سکون نصیب نہ ہونے پائے اس کے بعد مستعین کا جب عہد آیا تو اس نے آپ کے والد ماجد کو قید خانہ میں رکھنے کے ساتھ ساتھ اس کی سعی پیہم کی کہ کسی صورت سے امام حسن عسکری کو قتل کرادے اور اس کے لیے اس نے مختلف راستے تلاش کیے۔

ملاجامی لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ اس نے اپنے شوق کے مطابق ایک نہایت زبردست گھوڑا خریدا، لیکن اتفاق سے وہ کچھ اس

درجہ سرکش نکلا کہ اس نے بڑے بڑے لوگوں کو سواری نہ دی اور جو اس کے قریب گیا اس کو زمین پر دے مار کر ٹاپوں سے کچل ڈالا، ایک دن خلیفہ مستعین باللہ کے ایک دوست نے رائے دی کہ امام حسن عسکری کو بلا کر حکم دیا جائے کہ وہ اس پر سواری کریں، اگر وہ اس پر کامیاب ہو گئے تو گھوڑا رام ہو جائے گا اور اگر کامیاب نہ ہوئے اور کچل ڈالے گئے تو تیرا مقصد حل ہو جائے گا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا لیکن اللہ نے شان امامت جب آپ اس کے قریب پہنچے تو وہ اس طرح بھیگی بلی بن گیا کہ جیسے کچھ جانتا ہی نہیں بادشاہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا اور اس کے پاس اس کے سوا کوئی اور چارہ نہ تھا کہ گھوڑا حضرت ہی کے حوالے کر دے (شواہد النبوت ص ۲۱۰)۔

پھر مستعین کے بعد جب معتز باللہ خلیفہ ہوا تو اس نے بھی آل محمد کو ستانے کی سنت جاری رکھی اور اس کی کوشش کرتا رہا کہ

عہد حاضر کے امام زمانہ اور فرزند رسول امام علی نقی علیہ السلام کو درجہ شہادت پر فائز کر دے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس نے ۲۵۴ ہجری میں آپ کے والد بزرگوار کو زہر سے شہید کر دیا، یہ ایک ایسی مصیبت تھی کہ جس نے امام حسن عسکری علیہ السلام کو بے انتہا مایوس کر دیا امام علی نقی علیہ السلام کی شہادت کے بعد امام حسن عسکری علیہ السلام خطرات میں محصور ہو گئے کیونکہ حکومت کا رخ اب آپ ہی کی طرف رہ گیا آپ کو کھٹکا لگا ہی تھا کہ حکومت کی طرف سے عمل درآمد شروع ہو گیا معتز نے ایک شقی ازلی اور ناصب ابدی ابن یارش کی حراست اور نظر بندی میں امام حسن عسکری کو دیدیا اس نے آپ کو ستانے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا لیکن آخر میں وہ آپ کا معتقد بن گیا، آپ کی عبادت گزار اور روزہ داری نے اس پر ایسا گہرا اثر کیا کہ اس نے

آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگ لی اور آپ کو دولت
سرا تک پہنچا دیا۔

علی بن محمد زیاد کا بیان ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام نے
مجھے ایک خط تحریر فرمایا جس میں لکھا تھا کہ تم خانہ نشین ہو جاؤ
کیونکہ ایک بہت بڑا فتنہ اٹھنے والا ہے غرض کہ تھوڑے دنوں کے
بعد ایک عظیم ہنگامہ برپا ہوا اور حجاج بن سفیان نے معتز کو قتل
کر دیا (کشف الغمہ ص ۱۲۷)۔

پھر جب مہدی باللہ کا عہد آیا تو اس نے بھی بدستور اپنا عمل
جاری رکھا اور حضرت کوستانے میں ہر قسم کی کوشش کرتا رہا
ایک دن اس نے صالح بن وصیف نامی ناصبی کے حوالہ آپ
کو کر دیا اور حکم دیا کہ ہر ممکن طریقہ سے آپ کو ستائے، صالح
کے مکان کے قریب ایک بدترین حجرہ تھا جس میں آپ قید کئے
گئے صالح بد بخت نے جہاں اور طریقہ سے ستایا ایک طریقہ یہ

بھی تھا کہ آپ کو کھانا اور پانی سے بھی حیران اور تنگ رکھتا تھا
 آخر ایسا ہوتا رہا کہ آپ تیمم سے نماز ادا فرماتے رہے ایک دن اس
 کی بیوی نے کہا کہ اے دشمن خدا یہ فرزند رسول ہیں ان کے
 ساتھ رحم کا برتاؤ کر، اس نے کوئی توجہ نہ کی ایک دن کا ذکر ہے
 کہ بنی عباسیہ کے ایک گروہ نے صالح سے جا کر درخواست کی کہ
 حسن عسکری پر زیادہ ظلم کیا جانا چاہئے اس نے جواب دیا کہ میں
 نے ان کے اوپر دوائیسے شخصوں کو مسلط کر دیا ہے جن کا ظلم
 و تشدد میں جواب نہیں ہے، لیکن میں کیا کروں، کہ ان کے
 تقویٰ اور ان کی عبادت گزاری سے وہ اس درجہ متاثر ہو گئے ہیں
 کہ جس کی کوئی حد نہیں، میں نے ان سے جواب طلبی کی تو انہوں
 نے قلبی مجبوری ظاہر کی یہ سن کر وہ لوگ مایوس واپس گئے
 (تذکرۃ المعصومین ص ۲۲۳)۔

غرضکہ مہدی کا ظلم و تشدد زوروں پر تھا اور یہی نہیں کہ وہ امام
 علیہ السلام پر سختی کرتا تھا بلکہ یہ کہ وہ ان کے ماننے والوں
 کو برابر قتل کر رہا تھا ایک دن آپ کے ایک صحابی احمد بن محمد نے
 ایک عریضہ کے ذریعہ سے اس کے ظلم کی شکایت کی، تو آپ نے
 تحریر فرمایا کہ گھبراؤ نہیں کہ مہدی کی عمر اب صرف پانچ یوم
 باقی رہ گئی ہے چنانچہ چھٹے دن اسے کمال ذلت و خواری کے ساتھ
 قتل کر دیا گیا (کشف الغمہ ص ۱۲۶)۔ اسی کے عہد میں جب آپ
 قید خانہ میں پہنچے تو عیسیٰ بن فتح سے فرمایا کہ تمہاری عمر اس وقت
 ۶۵ سال ایک ماہ دو یوم کی ہے اس نے نوٹ بک نکال کر اس کی
 تصدیق کی پھر آپ نے فرمایا کہ خدا تمہیں اولاد نرینہ عطا کرے گا
 وہ خوش ہو کر کہنے لگا مولا! کیا آپ کو خدا فرزند نہ دے گا آپ نے
 فرمایا کہ خدا کی قسم عنقریب مجھے مالک ایسا فرزند عطا کرے گا
 جو ساری کائنات پر حکومت کرے گا اور دنیا کو عدل و انصاف سے

بھردے گا (نور الابصار ص ۱۰۱) پھر جب اس کے بعد معتمد خلیفہ
ہوا تو اس نے امام علیہ السلام پر ظلم و تشدد و استبداد کا خاتمہ کر دیا۔

امام علی نقی علیہ السلام کی شہادت اور امام حسن عسکری کا آغاز امامت

حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے اپنے فرزند امام حسن
عسکری علیہ السلام کی شادی جناب نرجس خاتون سے کر دی
جو قیصر روم کی پوتی اور شمعون وصی عیسیٰ کی نسل سے تھیں
(جلاء العیون ص ۲۹۸)۔

اس کے بعد آپ ۱۳ رجب ۲۵۴ ہجری کو درجہ شہادت
پر فائز ہوئے۔

آپ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام
کی امامت کا آغاز ہوا آپ کے تمام معتقدین نے آپ کو مبارک

باددی اور آپ سے ہر قسم کا استفادہ شروع کر دیا آپ کی خدمت میں آمدورفت اور سوالات و جوابات کا سلسلہ جاری ہو گیا آپ نے جوابات میں ایسے حیرت انگیز معلومات کا انکشاف فرمایا کہ لوگ دنگ رہ گئے آپ نے علم غیب اور علم بالموت تک کا ثبوت پیش فرمایا اور اس کی بھی وضاحت کی کہ فلاں شخص کوا تے دنوں میں موت آجائے گی۔

علامہ ملا جامی لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنے والد سمیت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی راہ میں بیٹھ کر یہ سوال کرنا چاہا کہ باپ کو پانچ سو درہم اور بیٹے کو تین سو درہم اگر امام دیدیں تو تو سارے کام ہو جائیں، یہاں تک امام علیہ السلام اس راستے پر آ پہنچے، اتفاقاً یہ دونوں امام کو پہچانتے نہ تھے امام خود ان کے قریب گئے اور ان سے کہا کہ تمہیں آٹھ سو درہم کی ضرورت ہے آؤ تمہیں دیدوں دونوں ہمراہ ہو لیے اور رقم معہود حاصل

کر لی اسی طرح ایک اور شخص قید خانہ میں تھا اس نے قید کی پریشانی کی شکایت امام علیہ السلام کو لکھ کر بھیجی اور تنگ دستی کا ذکر شرم کی وجہ سے نہ کیا آپ نے تحریر فرمایا کہ تم آج ہی قید سے رہا ہو جاؤ گے اور تم نے جو شرم سے تنگ دستی کا تذکرہ نہیں کیا اس کے متعلق معلوم کرو کہ میں اپنے مقام پر پہنچتے ہی سو دینار بھیج دوں گا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا اسی طرح ایک شخص نے آپ سے اپنی تندستی کا کی شکایت کی آپ نے زمین خرید کر ایک اشرفی کی تھیلی نکالی اور اس کے حوالہ کر دی اس میں سو دینار تھے۔

اسی طرح ایک شخص نے آپ کو تحریر کیا کہ مشکوٰۃ کے معنی کیا ہیں؟ نیز یہ کہ میری بیوی حاملہ ہے اس سے جو فرزند پیدا ہوگا اس کا نام رکھ دیجیے آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ مشکوٰۃ سے مراد قلب محمد مصطفیٰ صلعم ہے اور آخر میں لکھ دیا "اعظم اللہ

اجرک واخلف علیک ” خدا تمہیں جزائے خیر دے اور نعم البدل عطا کرے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس کے یہاں مردہ بیٹا پیدا ہوا۔
اس کے بعد اس کی بیوی حاملہ ہوئی، فرزند نرینہ متولد ہوا، ملاحظہ ہو (شواہد النبوت ص ۲۱۱)۔

علامہ ارلی لکھتے ہیں کہ حسن ابن ظریف نامی ایک شخص نے حضرت سے لکھ کر دریافت کیا کہ قائم آل محمد پوشیدہ ہونے کے بعد کب ظہور کریں گے آپ نے تحریر فرمایا جب خدا کی مصلحت ہوگی اس کے بعد لکھا کہ تم تپ ربح کا سوال کرنا بھول گئے جسے تم مجھ سے پوچھنا چاہتے تھے، تو دیکھو ایسا کرو کہ جو اس میں مبتلا ہو اس کے گلے میں ایۃ ”یا نار کونی بردا ولا ما علی ابراہیم“ لکھ کر لٹکا دو شفا یاب ہو جائے گا علی بن زید ابن حسین کا کہنا ہے کہ میں ایک گھوڑا پر سوار ہو کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اس گھوڑے کی عمر صرف ایک رات

باقی رہ گئی ہے چنانچہ وہ صبح ہونے سے پہلے مر گیا اسماعیل بن
 محمد کا کہنا ہے کہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، اور میں
 نے ان سے قسم کھا کر کہا کہ میرے پاس ایک درہم بھی نہیں
 ہے آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ قسم مت کھاؤ تمہارے
 گھر دو سو دینار مدفون ہیں یہ سن کر وہ حیران رہ گیا پھر حضرت نے
 غلام کو حکم دیا کہ انہیں سوا شرفیاں دیدو عبدی روایت کرتا ہے
 کہ میں اپنے فرزند کو بصرہ میں بیمار چھوڑ کر سامرہ گیا اور وہاں
 حضرت کو تحریر کیا کہ میرے فرزند کے لیے دعائے شفاء فرمائیں
 آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ ”خدا اس پر رحمت نازل
 فرمائے“ جس دن یہ خط اسے ملا اسی دن اس کا فرزند انتقال
 کر چکا تھا محمد بن افرغ کہتا ہے کہ میں نے حضرت کی خدمت میں
 ایک عریضہ کے ذریعہ سے سوال کیا کہ ”آئمہ کو بھی احتلام
 ہوتا ہے“ جب خط روانہ کر چکا تو خیال ہوا کہ احتلام تو سوسہ

شیطانی سے ہوا کرتا ہے اور امام تک شیطان پہنچ نہیں سکتا
بہر حال جواب آیا کہ امام نوم اور بیداری دونوں حالتوں میں
وسوسہ شیطانی سے دور ہوتے ہیں جیسا کہ تمہارے دل میں بھی
خیال پیدا ہوا ہے پھر احتلام کیونکر ہو سکتا ہے جعفر بن
محمد کا کہنا ہے کہ میں ایک دن حضرت کی خدمت میں حاضر تھا،
دل میں خیال آیا کہ میری عورت جو حاملہ ہے اگر اس سے
فرزند نرینہ پیدا ہو تو بہت اچھا ہو آپ نے فرمایا کہ اے
جعفر لڑکا نہیں لڑکی ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا (کشف الغمہ ص ۱۲۸)

اپنے عقیدت مندوں میں حضرت کا دورہ

جعفر بن شریف جرجانی بیان کرتے ہیں کہ میں حج سے فرائض
کے بعد حضرت امام حسن عسکری کی خدمت میں حاضر ہوا

، اور ان سے عرض کی کہ مولا! اہل جرجان آپ کی تشریف آوری کے خواستگار ہیں آپ نے فرمایا کہ تم آج سے ایک سونوے دن کے بعد واپس جرجان پہنچو گے اور جس دن تم پہنچو گے اسی دن شام کو میں بھی پہنچ جاؤں گا تم انہیں باخبر کر دینا، چنانچہ ایسا ہی ہوا میں وطن پہنچ کر لوگوں کو آگاہ کر چکا تھا کہ امام علیہ السلام کی تشریف آوری ہوئی آپ نے سب سے ملاقات کی اور سب نے شرف زیارت حاصل کیا، پھر لوگوں نے اپنی مشکلات پیش کیں امام علیہ السلام نے سب کو مطمئن کر دیا اسی سلسلہ میں نصر بن جابر نے اپنے فرزند کو پیش کیا، جو نابینا تھا حضرت نے اس کے چہرہ پر دست مبارک پھیر کر اسے بینائی عطا کی پھر آپ اسی روز واپس تشریف لے گئے (کشف الغمہ ص ۱۲۸)۔

ایک شخص نے آپ کو ایک خط بلا روشنائی کے قلم سے لکھا آپ نے اس کا جواب مرحمت فرمایا اور ساتھ ہی لکھنے والے کا اور اس کے باپ کا نام بھی تحریر فرمادیا یہ کرامت دیکھ کر وہ شخص حیران ہو گیا اور اسلام لایا اور آپ کی امامت کا معتقد بن گیا (دمعہ ساکبہ ص ۱۷۲)۔

امام حسن عسکری علیہ السلام کا پتھر پر مہر لگانا

ثقة الاسلام علامہ کلینی اور امام اہلسنت علامہ جامی رقمطراز ہیں کہ ایک دن حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں ایک خوبصورت سائبینی آیا اور اس نے ایک سنگ پارہ یعنی پتھر کا ٹکڑا پیش کر کے خواہش کی کہ آپ اس پر اپنی امامت کی تصدیق میں مہر کر دیں حضرت نے مہر نکالی اور اس پر لگادی آپ کا اسم گرامی اس طرح کندہ ہو گیا جس طرح موم پر لگانے سے

کندہ ہوتا ہے ایک سوال کے جواب میں کہا گیا کہ آنے والا مجمع
 ابن صلت بن عقبہ بن سمعان ابن غانم ابن ام غانم تھا یہ وہی
 سنگ پارہ لایا تھا جس پر اس کے خاندان کی ایک عورت ام غانم
 نے تمام آئمہ طاہرین سے مہر لگوار کھی تھی اس کا طریقہ یہ تھا کہ
 جب کوئی امامت کا دعویٰ کرتا تھا تو وہ اس کو لے کر اس کے پاس
 چلی جاتی تھی اگر اس مدعی نے پتھر پر مہر لگادی تو اس نے سمجھ
 لیا کہ یہ امام زمانہ ہیں اور اگر وہ اس عمل سے عاجز رہا تو وہ اسے
 نظر انداز کر دیتی تھی چونکہ اس نے اسی سنگ پارہ پر کئی اماموں
 کی مہر لگوائی تھی، اس لیے اس کا لقب (صاحبۃ الحصاصۃ) ہو گیا تھا۔
 علامہ جامی لکھتے ہیں کہ جب مجمع بن صلت نے مہر لگوائی تو اس
 سے پوچھا گیا کہ تم حضرت امام حسن عسکری کو پہلے سے پہچانتے
 تھے اس نے کہا نہیں، واقعہ یہ ہوا کہ میں ان کا انتظار کر ہی رہا تھا
 کہ کہ آپ تشریف لائے میں لیکن پہچانتا نہ تھا اس لیے خاموش

ہو گیا اتنے میں ایک ناشناس نوجوان نے میری نظروں کے سامنے آ کر کہا کہ یہی حسن بن علی ہیں۔

راوی ابو ہاشم کہتا ہے کہ جب وہ جوان آپ کے دربار میں آیا تو میرے دل میں یہ آیا کہ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ یہ کون ہے، دل میں اس کا خیال آنا تھا کہ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ مہر لگوانے کے لیے وہ سنگ پارہ لایا ہے، جس پر میرے باپ دادا کی مہریں لگی ہوئی ہیں چنانچہ اس نے پیش کیا اور آپ نے مہر لگادی وہ شخص آیت ”**ذریۃ بعضنا من بعض**“ پڑھتا ہوا چلا گیا (اصول کافی، دمعہ ساکبہ ص ۱۶۴، شواہد النبوت ص ۲۱۱، طبع لکھنؤ ۱۹۰۵ء، اعلام الوری ۲۱۴)۔

حضرت امام حسن عسکری کا عراق کے ایک عظیم فلسفی کو شکست

دینا

مورخین کا بیان ہے کہ عراق کے ایک عظیم فلسفی اسحاق کنڈی کو یہ خط سوار ہوا کہ قرآن مجید میں تناقض ثابت کرے اور یہ بتادے کہ قرآن مجید کی ایک آیت دوسری آیت سے، اور ایک مضمون دوسرے مضمون سے ٹکراتا ہے اس نے اس مقصد کی تکمیل کے لیے ”تناقض القرآن“ لکھنا شروع کی اور اس درجہ منہمک ہو گیا کہ لوگوں سے ملنا جلنا اور کہیں آنا جانا سب ترک کر دیا حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے اس کے خط کو دور کرنے کا ارادہ فرمایا، آپ کا خیال تھا کہ اس پر کوئی ایسا اعتراض کر دیا جائے کہ جس کا وہ جواب نہ دے سے اور مجبور اپنے ارادہ سے باز آئے۔

اتفاقاً ایک دن آپ کی خدمت میں اس کا ایک شاگرد حاضر ہوا،
 حضرت نے اس سے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے
 جو اسحاق کنڈی کو ”تناقض القرآن“ سے لکھنے سے باز رکھے اس
 نے عرض کی مولا! میں اس کا شاگرد ہوں، بھلا اس کے سامنے
 لب کشائی کر سکتا ہوں، آپ نے فرمایا کہ اچھا یہ تو کر سکتے ہو کہ
 جو میں کہوں وہ اس تک پہنچا دو، اس نے کہا کر سکتا ہوں، حضرت
 نے فرمایا کہ پہلے تو تم اس سے موانست پیدا کرو، اور اس
 پر اعتبار جماؤ جب وہ تم سے مانوس ہو جائے اور تمہاری بات توجہ
 سے سننے لگے تو اس سے کہنا کہ مجھے ایک شبہ پیدا ہو گیا ہے آپ
 اس کو دور فرمادیں، جب وہ کہے کہ بیان کرو تو کہنا کہ ”ان اتاک
 ہذا لمتکلم بہذا القرآن ہل یجوز مرادہ بما تکلم منہ عن المعانی التی
 قد ظننتہ انک ذہبتا الیہا“

اگر اس کتاب یعنی قرآن کمالک تمہارے پاس اسے لائے
تو کیا ہو سکتا ہے کہ اس کلام سے جو مطلب اس کا ہو، وہ تمہارے
سمجھے ہوئے معانی و مطالب کے خلاف ہو، جب وہ تمہارا یہ
اعتراض سنے گا تو چونکہ ذہین آدمی ہے فوراً کہے گا کہ بے شک
ایسا ہو سکتا ہے جب وہ یہ کہے تو تم اس سے کہنا کہ پھر کتاب
”تناقض القرآن“ لکھنے سے کیا فائدہ؟ کیونکہ تم اس کے جو معنی
سمجھ کر اس پر اعتراض کر رہے ہو، ہو سکتا ہے کہ وہ خدائی
مقصد کے خلاف ہو، ایسی صورت میں تمہاری محنت ضائع
اور برباد ہو جائے گی کیونکہ تناقض توجب ہو سکتا ہے کہ تمہارا
سمجھا ہوا مطلب صحیح اور مقصود خداوندی کے مطابق ہو اور ایسا
یقینی طور پر نہیں تو تناقض کہاں رہا؟۔

الغرض وہ شاگرد، اسحاق کنڈی کے پاس گیا اور اس نے امام کے
بتائے ہوئے اصول پر اس سے مذکورہ سوال کیا اسحاق کنڈی یہ

اعتراض سن کر حیران رہ گیا اور کہنے لگا کہ پھر سوال کو دہراؤ اس
 نے پھر اعادہ کیا اسحاق تھوڑی دیر کے لیے محو تفکر ہو گیا اور کہنے لگا
 کہ بے شک اس قسم کا احتمال باعتبار لغت اور بلحاظ فکر و تدبر ممکن
 ہے پھر اپنے شاگرد کی طرف متوجہ ہوا کر بولا! میں تمہیں قسم
 دیتا ہوں تم مجھے صحیح صحیح بتاؤ کہ تمہیں یہ اعتراض کس نے
 بتایا ہے اس نے جواب دیا کہ میرے شفیق استاد یہ میرے ہی
 ذہن کی پیداوار ہے اسحاق نے کہا ہر گز نہیں، یہ تمہارے جیسے علم
 والے کے بس کی چیز نہیں ہے، تم سچ بتاؤ کہ تمہیں کس نے بتایا
 اور اس اعتراض کی طرف کس نے رہبری کی ہے شاگرد نے کہا
 کہ سچ تو یہ ہے کہ مجھے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے
 فرمایا تھا اور میں نے انھیں کے بتائے ہوئے اصول پر آپ سے
 سوال کیا ہے اسحاق کنڈی بولا "ان جنت بہ" اب تم نے سچ کہا ہے
 ایسے اعتراضات اور ایسی اہم باتیں خاندان رسالت ہی سے

برآمد ہو سکتی ہیں ”ثم انه دعا بالنار واحرق جميع ماكان الفه ” پھر اس نے آگ منگائی اور کتاب تناقض القرآن کا سارا مسودہ نذر آتش کر دیا (مناقب ابن شہر آشوب مازندرانی جلد ۵ ص ۱۲۷، بحار الانوار جلد ۱۲ ص ۱۷۲، دمعہ ساکبہ جلد ۳ ص ۱۸۳)۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اور خصوصیات مذہب

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ہمارے مذہب میں ان لوگوں کا شمار ہوگا جو اصول و فروع اور دیگر لوازم کے ساتھ ساتھ ان دس چیزوں کے قائل ہوں بلکہ ان پر عامل ہوں گے:-

۱۔ شب و روز میں ۱۵۱ رکعت نماز پڑھنا۔

۲۔ سجد گاہ کر بلا پر سجدہ کرنا۔

۳۔ داہنے ہاتھ میں انگھوٹھی پہننا۔

- ۴۔ اذان و اقامت کے جملے دو دو مرتبہ کہنا۔
- ۵۔ اذان و اقامت میں حی علی خیر العمل کہنا۔
- ۶۔ نماز میں بسم اللہ زور سے پڑھنا۔
- ۷۔ ہر دوسری رکعت میں قنوت پڑھنا۔
- ۸۔ آفتاب کی زردی سے پہلے نماز عصر اور تاروں کے ڈوب جانے سے پہلے نماز صبح پڑھنا۔
- ۹۔ سر اور ڈاڑھی میں وسمہ کا خضاب کرنا۔
- ۱۰۔ نماز میت میں پانچ تکبیر کہنا (دمعہ ساکبہ جلد ۳ ص ۱۷۲)

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اور عید نہم ربیع الاول
 حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام چند عظیم اصحاب جن
 میں احمد بن اسحاق قمی بھی تھے، ایک دن محمد بن ابی علاء ہمدانی

اور یحییٰ بن محمد بن جریج بغدادی کے درمیان ۱۹ ربیع الاول کے
 یوم عید ہونے پر گفتگو ہو رہی تھی، بات چیت کی تکمیل کے لیے
 یہ دونوں احمد بن اسحاق کے مکان پر گئے، دق الباب کیا، ایک
 عراقی لڑکی نکلی، آنے کا سبب پوچھا کہا، احمد سے ملنا ہے اس نے
 کہا وہ اعمال کر رہے ہیں انہوں نے کہا کیسا عمل ہے؟ لڑکی نے
 کہا کہ احمد بن اسحاق نے حضرت امام علی نقی سے روایت کی ہے
 کہ ۱۹ ربیع الاول یوم عید ہے اور ہماری بڑی عید ہے اور ہمارے
 دوستوں کی عید ہے الغرض وہ احمد سے ملے، انہوں نے کہا میں
 ابھی غسل عید سے فارغ ہوا ہوں اور آج عید نہم ہے پھر انہوں
 نے کہا کہ میں آج حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی
 خدمت میں حاضر ہوا ہوں، ان کے یہاں انگیٹھی سلگ رہی تھی
 اور تمام گھر کے لوگ اچھے کپڑے پہنے ہوئے تھے خوشبو لگائے
 ہوئے تھے میں نے عرض کی ابن رسول اللہ آج کیا کوئی تازہ یوم

مسرت ہے فرمایا ہاں آج ۱۹ ربیع الاول ہے، ہم اہلبیت اور ہمارے ماننے والوں کے لیے یوم عید ہے پھر امام علیہ السلام نے اس دن کے یوم عید ہونے اور رسول خدا اور امیر المومنین کے طرز عمل کی نشان دہی فرمائی۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے پند سود مند

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے پند و نصائح حکم اور مواعظ میں سے مشتی نمونہ از خرواری یہ ہیں:

۱۔ دو بہترین عادتیں یہ ہیں کہ اللہ پر ایمان رکھے اور لوگوں کو فائدے پہنچائے۔

۲۔ اچھوں کو دوست رکھنے میں ثواب ہے۔

۳۔ تواضع اور فروتنی یہ ہے کہ جب کسی کے پاس سے گزرے

تو سلام کرے اور مجلس میں معمولی جگہ بیٹھے۔

۴۔ بلاوجہ ہنسنا جہالت کی دلیل ہے۔

۵۔ پڑوسیوں کی نیکی کو چھپانا، اور برائیوں کو اچھا لنامہر شخص کے لیے کمر توڑ دینے والی مصیبت اور بے چارگی ہے۔

۶۔ یہی عبادت نہیں ہے کہ نماز، روزے کو ادا کرتا رہے، بلکہ یہ بھی اہم عبادت ہے کہ خدا کے بارے میں سوچ و بچار کرے۔

۷۔ وہ شخص بدترین ہے جو دو مومنہا اور روز بانا ہو، جب دوست سامنے آئے تو اپنی زبان سے خوش کر دے اور جب وہ چلا جائے تو اسے کھا جانے کی تدبیر سوچے، جب اسے کچھ ملے تو یہ حسد کرے اور جب اس پر کوئی مصیبت آئے تو قریب نہ پھٹکے۔

۸۔ غصہ ہر برائی کی کنجی ہے۔

۹۔ حسد کرنے اور کینہ رکھنے والے کو کبھی سکون قلب نصیب

نہیں ہوتا۔

۱۰۔ پرہیزگار وہ ہے کہ جو شب کے وقت توقف و تدبیر سے کام لے اور ہر امر میں محتاط رہے۔

۱۱۔ بہترین عبادت گزار وہ ہے جو فرائض ادا کرتا رہے۔

۱۲۔ بہترین متقی اور زاہد وہ ہے جو گناہ مطلقاً چھوڑ دے۔

۱۳۔ جو دنیا میں بوئے گا وہی آخرت میں کاٹے گا۔

۱۴۔ موت تمہارے پیچھے لگی ہوئی ہے اچھا بوگے تو اچھا کاٹوگے، برا بوگے تو ندامت ہوگی۔

۱۵۔ حرص اور لالچ سے کوئی فائدہ نہیں جو ملنا ہے وہی ملے گا۔

۱۶۔ ایک مومن دوسرے مومن کے لیے برکت ہے۔

۱۷۔ بیوقوف کا دل اس کے منہ میں ہوتا ہے اور عقلمند کا منہ اس

کے دل میں ہوتا ہے۔ ۱۸۔ دنیا کی تلاش میں کوئی فریضہ نہ

گنوا دینا۔

۱۹۔ طہارت میں شک کی وجہ سے زیادتی کرنا غیر مدوح ہے۔

۲۰۔ کوئی کتنا ہی بڑا آدمی کیوں نہ ہو جب وہ حق کو چھوڑ دے
گاذلیل تر ہو جائے گا۔

۲۱۔ معمولی آدمی کے ساتھ اگر حق ہو تو وہی بڑا ہے۔

۲۲۔ جاہل کی دوستی مصیبت ہے۔

۲۳۔ غمگین کے سامنے ہنسنا بے ادبی اور بد عملی ہے۔

۲۴۔ وہ چیز موت سے بدتر ہے جو تمہیں موت سے

بہتر نظر آئے۔

۲۵۔ وہ چیز زندگی سے بہتر ہے جس کی وجہ سے تم زندگی

کو برا سمجھو۔

۲۶۔ جاہل کی دوستی اور اس کے ساتھ گزارا کرنا معجزہ کے

مانند ہے۔

۲۷۔ کسی کی پڑی ہوئی عادت کو چھڑانا اعجاز کی حیثیت

رکھتا ہے۔

۲۸۔ تواضع ایسی نعمت ہے جس پر حسد نہیں کیا جاسکتا۔

۲۹۔ اس انداز سے کسی کی تعظیم نہ کرو جسے وہ برا سمجھے۔

۳۰۔ اپنے بھائی کی پوشیدہ نصیحت کرنی اس کی زینت کا سبب

ہوتا۔

۳۱۔ کسی کی علانیہ نصیحت کرنا برائی کا پیش خیمہ ہے۔

۳۲۔ ہر بلا اور مصیبت کے پس منظر میں رحمت اور نعمت ہوتی

ہے۔

۳۳۔ میں اپنے والوں کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈریں

دین کے بارے میں پرہیزگاری کو شعار بنالیں خدا کے متعلق

پوری سعی کریں اور اس کے احکام کی پیروی میں کمی نہ کریں، سچ

بولیں، امانتیں چاہے مومن کی ہوں یا کافر کی، ادا کریں، اور اپنے

سجدوں کو طول دیں اور سوالات کے شیریں جواب دیں تلاوت

قرآن مجید کیا کریں موت اور خدا کے ذکر سے کبھی غافل نہ ہوں

۳۴۔ جو شخص دنیا سے دل کا اندھا ٹھے گا، آخرت میں بھی اندھا رہے گا، دل کا اندھا ہونا ہماری مودت سے غافل رہنا ہے قرآن مجید میں ہے کہ قیامت کے دن ظالم کہیں گے ”رب لما حشرتني اعمى وكنت بصيرا“ میرے پالنے والے ہم تو دنیا میں بینا تھے ہمیں یہاں اندھا کیوں اٹھایا ہے جو اب ملے گا ہم نے جو نشانیاں بھیجی تھیں تم نے انھیں نظر انداز کیا تھا۔ ”لوگو! اللہ کی نعمت اللہ کی نشانیاں ہم آل محمد ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے دو شنبہ کے شر و نحوست سے بچنے کے لیے ارشاد فرمایا ہے کہ نماز صبح کی رکعت اولیٰ میں سوہ ”ہل اتی“ پڑھنا چاہئے، نیز یہ فرمایا ہے کہ نہار منہ خر بوزہ نہیں

کھانا چاہئے کیونکہ اس سے فالج کا اندیشہ ہے (بحار الانوار جلد ۱۴)

معتد عباسی کی خلافت اور امام حسن عسکری علیہ السلام کی گرفتاری

۲۵۶ ہجری میں معتد عباسی خلافت مقبوضہ کے تحت پر متمکن
ہوا، اس نے حکومت کی عنان سنبھالتے ہی اپنے آبائی طرز عمل
کو اختیار کرنا اور جدی کردار کو پیش کرنا شروع کر دیا اور دل سے
اس کی سعی شروع کر دی کہ آل محمد کے وجود سے زمین خالی
ہو جائے، یہ اگرچہ حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لیتے ہی
ملکی بغاوت کا شکار ہو گیا تھا لیکن پھر بھی اپنے وظیفے اور اپنے مشن
سے غافل نہیں رہا، اس نے حکم دیا کہ عہد حاضر میں خاندان
رسالت کی یادگار، امام حسن عسکری کو قید کر دیا جائے اور انہیں

قید میں کسی قسم کا سکون نہ دیا جائے حکم حاکم مرگ مفاجات
 آخر امام علیہ السلام بلا جرم و خطا آزاد و فضا سے قید خانہ میں
 پہنچا دیئے گئے اور آپ پر علی بن اوتاش نامی ایک ناصبی مسلط
 کر دیا گیا جو آل محمد اور ابی طالب کا سخت ترین دشمن تھا اور اس
 سے کہہ دیا گیا کہ جو جی چاہے کرو، تم سے کوئی پوچھنے والا نہیں
 ہے ابن اوتاش نے حسب ہدایت آپ پر طرح طرح کی سختیاں
 شروع کر دیں اس نے نہ خدا کا خوف کیا نہ پیغمبر کی اولاد ہونے کا
 لحاظ کیا۔

لیکن اللہ رے آپ کا زہد و تقویٰ کہ دو چار ہی یوم میں دشمن
 کا دل موم ہو گیا اور وہ حضرت کے پیروں پر پڑ گیا، آپ کی عبادت
 گزاری اور تقویٰ و طہارت دیکھ کر وہ اتنا متاثر ہوا کہ حضرت کی
 طرف نظر اٹھا کر دیکھ نہ سکتا تھا، آپ کی عظمت و جلالت کی وجہ
 سے سر جھکا کر آتا اور چلا جاتا، یہاں تک کہ وہ وقت آ گیا کہ دشمن

بصیرت آگیں بن کر آپ کا معترف اور ماننے والا ہو گیا (اعلام
الوری ص ۲۱۸)۔

ابو ہاشم داؤد بن قاسم کا بیان ہے کہ میں اور میرے ہمراہ حسن
بن محمد القتی و محمد بن ابراہیم عمری اور دیگر بہت سے حضرات اس
قید خانہ میں آل محمد کی محبت کے جرم کی سزا بھگت رہے تھے کہ
ناگاہ ہمیں معلوم ہوا کہ ہمارے امام زمانہ حضرت امام حسن
عسکری علیہ السلام بھی تشریف لا رہے ہیں ہم نے ان کا استقبال
کیا وہ تشریف لا کر قید خانہ میں ہمارے پاس بیٹھ گئے، اور بیٹھتے
ہی ایک اندھے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر یہ شخص
نہ ہوتا تو میں تمہیں یہ بتا دیتا کہ اندرونی معاملہ کیا ہے اور تم کب
رہا ہو گے لوگوں نے یہ سن کر اس اندھے سے کہا کہ تم ذرا ہمارے
پاس سے چند منٹ کے لیے ہٹ جاؤ، چنانچہ وہ ہٹ گیا اس کے
چلے جانے کے بعد آپ نے فرمایا کہ یہ نابینا قیدی نہیں ہے بلکہ

تمہارے لیے حکومت کا جاسوس ہے اس کی جیب میں ایسے کاغذات موجود ہیں جو اس کی جاسوسی کا ثبوت دیتے ہیں یہ سن کر لوگوں نے اس کی تلاشی لی اور واقعہ بالکل صحیح نکلا ابو ہاشم کہتے ہیں کہ ہم قید کے ایام گزار رہے تھے کہ ایک دن غلام کھانا لایا حضرت نے شام کا لیے کھانا لوں گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ عصر کے وقت قید خانہ سے برآمد ہو گئے۔ (اعلام الوری ص ۲۱۴)

اسلام پر امام حسن عسکری کا احسان عظیم واقعہ قحط

امام علیہ السلام قید خانہ ہی میں تھے کہ سامرہ میں جو تین سال سے قحط پڑا ہوا تھا اس نے شدت اختیار کر لی اور لوگوں کا حال یہ ہو گیا کہ مرنے کے قریب پہنچ گئے بھوک اور پیاس کی شدت نے زندگی سے عاجز کر دیا یہ حال دیکھ خلیفہ معتمد عباسی نے لوگوں

کو حکم دیا کہ تین دن تک باہر نکل کر نماز استسقاء پڑھیں چنانچہ سب نے ایسا ہی کیا، مگر پانی نہ برسنا، چوتھے روز بغداد کے نصاریٰ کی جماعت صحرا میں آئی اور ان میں سے ایک راہب نے آسمان کی طرف اپنا ہاتھ بلند کیا، اس کا ہاتھ بلند ہونا تھا کہ بادل چھا گئے اور پانی برسنا شروع ہو گیا اسی طرح اس راہب نے دوسرے دن بھی عمل کیا اور بدستور اس دن بھی باران رحمت کا نزول ہوا، یہ دیکھ کر سب کو نہایت تعجب ہوا حتیٰ کہ بعض جاہلوں کے دلوں میں شک پیدا ہو گیا، بلکہ ان میں سے اسی وقت مرتد ہو گئے، یہ واقعہ خلیفہ پر بہت شاق گذرا۔

اس نے امام حسن عسکری کو طلب کر کے کہا کہ اے ابو محمد اپنے جد کے کلمہ گوئیوں کی خبر لو، اور ان کو ہلاکت یعنی گمراہی سے بچاؤ، حضرت امام حسن عسکری نے فرمایا کہ اچھا رہوں کو حکم دیا جائے کہ کل پھر وہ میدان میں آکر دعائے باران کریں، انشاء

اللہ تعالیٰ میں لوگوں کے شکوک زائل کر دوں گا، پھر جب
 دوسرے دن وہ لوگ میدان میں طلب باران کے لیے جمع
 ہوئے تو اس راہب نے معمول کے مطابق آسمان کی طرف ہاتھ
 بلند کیا، ناگہاں آسمان پر ابر نمودار ہوئے اور مینہ برسنے لگا یہ دیکھ
 کر امام حسن عسکری نے ایک شخص سے کہا کہ راہب کا ہاتھ
 پکڑ کر جو چیز راہب کے ہاتھ میں ملے لے لو، اس شخص نے راہب
 کے ہاتھ میں ایک ہڈی دبی ہوئی پائی اور اس سے لے کر حضرت
 امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں پیش کی، انہوں نے
 راہب سے فرمایا کہ اب تو ہاتھ اٹھا کر بارش کی دعا کر اس نے
 ہاتھ اٹھایا تو بجائے بارش ہونے کے مطلع صاف ہو گیا اور دھوپ
 نکل آئی، لوگ کمال تعجب ہوئے۔

خلیفہ معتمد نے حضرت امام حسن عسکری سے پوچھا، کہ اے
 ابو محمد یہ کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ ایک نبی کی ہڈی ہے

جس کی وجہ سے راہب اپنے مدعا میں کامیاب ہوتا رہا، کیونکہ نبی کی ہڈی کا یہ اثر ہے کہ جب وہ زیر آسمان کھولی جائے گی، تو بارانِ رحمت ضرور نازل ہوگا یہ سن کر لوگوں نے اس ہڈی کا امتحان کیا تو اس کی وہی تاثیر دیکھی جو حضرت امام حسن عسکری نے بیان کی تھی، اس واقعہ سے لوگوں کے دلوں کے وہ شکوک زائل ہو گئے جو پہلے پیدا ہو گئے تھے پھر امام حسن عسکری علیہ السلام اس ہڈی کو لے کر اپنی قیام گاہ پر تشریف لائے (صواعقِ محرقہ ص ۱۲۴، کشف الغمہ ص ۱۲۹)۔ ۱-

پھر آپ نے اس ہڈی کو کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا (اخبار الدول ص ۱۱۷)۔

شیخ شہاب الدین قلبونی نے کتاب غرائب و عجائب میں اس واقعہ کو صوفیوں کی کرامات کے سلسلہ میں لکھا ہے بعض کتابوں میں ہے کہ ہڈی کی گرفت کے بعد آپ نے نماز ادا کی

اور دعا فرمائی خداوند عالم نے اتنی بارش کی کہ جل تھل ہو گیا
اور قحط جاتا رہا۔

یہ بھی مرقوم ہے کہ امام علیہ السلام نے قید سے نکلتے وقت
اپنے ساتھیوں کی رہائی کا مطالبہ فرمایا تھا جو منظور ہو گیا تھا، اور وہ
لوگ بھی راہب کی ہوا اکھاڑنے کے ہمراہ تھے (نور الابصار ص
۱۵۱)۔

ایک روایت میں ہے کہ جب آپ نے دعائے باران کی
اور ابرا یا تو آپ نے فرمایا کہ فلاں ملک کے لیے ہے اور وہ وہیں
چلا گیا، اسی طرح کئی بار ہوا پھر وہاں برسا۔

امام حسن عسکری اور عبید اللہ وزیر معتمد عباسی

اسی زمانہ میں ایک دن حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام
متوکل کے وزیر فتح ابن خاقان کے بیٹے عبید اللہ ابن خاقان جو کہ

معمد کا وزیر تھا ملنے کے لیے تشریف لے گئے اس نے آپ کی بے انتہا تعظیم کی اور آپ سے اس طرح محو گفتگو رہا کہ معمدا کا بھائی موفق دربار میں آیا تو اس نے کوئی پرواہ نہ کی یہ حضرت کی جلالت اور خدا کی دی ہوئی عزت کا نتیجہ تھا۔

ہم اس واقعہ کو عبید اللہ کے بیٹے احمد خاقان کی زبانی بیان کرتے ہیں کتب معتبرہ میں ہے کہ جس زمانہ میں احمد خاقان قم کا والی تھا اس کے دربار میں ایک دن علویوں کا تذکرہ چھڑ گیا، وہ اگرچہ دشمن آل محمد ہونے میں مثالی حیثیت رکھتا تھا لیکن یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ میری نظر میں امام حسن عسکری سے بہتر کوئی نہیں ہے ان کی جو وقعت ان کے ماننے والوں اور اراکین دولت کی نظر میں تھی وہ ان کے عہد میں کسی کو بھی نصیب نہیں ہوئی، سنو! ایک مرتبہ میں اپنے والد عبید اللہ ابن خاقان کے پاس کھڑا تھا کہ ناگاہ دربان نے اطلاع دی کہ امام حسن عسکری

تشریف لائے ہوئے ہیں وہ اجازت داخل چاہتے ہیں یہ سن کر میرے والد نے پکار کر کہا کہ حضرت ابن الرضا کو آنے دو، والد نے چونکہ کنیت کے ساتھ نام لیا تھا اس لیے مجھے سخت تعجب ہوا، کیونکہ اس طرح خلیفہ یا ولیعہد کے علاوہ کسی کا نام نہیں لیا جاتا تھا اس کے بعد ہی میں نے دیکھا کہ ایک صاحب جو سبز رنگ، خوش قامت، خوب صورت، نازک اندام جوان تھے، داخل ہو گئے جن کے چہرے سے رعب و جلال ہویدا تھا میرے والد کی نظر جو نہی ان کے اوپر پڑی وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے استقبال کے لیے آگے بڑھے اور انھیں سینے سے لگا کر ان کے چہرہ اور سینے کا بوسہ دیا اور اپنے مصلے پر انہیں بٹھایا اور کمال ادب سے ان کی طرف مخاطب رہے، اور تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد کہتے تھے میری جان آپ پر قربان ائے فرزند رسول۔

اسی اثناء میں دربان نے آکر اطلاع دی کہ خلیفہ کا بھائی موفق آیا ہے میرے والد نے کوئی توجہ نہ دی، حالانکہ اس کا عمو ما یہ انداز رہتا تھا کہ جب تک واپس نہ چلا جائے دربار کے لوگ دور وہ سر جھکائے کھڑے رہتے تھے یہاں تک کہ موفق کے غلامان خاص کو اس نے اپنی نظروں سے دیکھ لیا، انہیں دیکھنے کے بعد میرے والد نے کہا یا ابن رسول اللہ اگر اجازت ہو تو موفق سے کچھ باتیں کر لوں حضرت نے وہاں سے اٹھ کر روانہ ہو جانے کا ارادہ کیا میرے والد نے انہیں سینے سے لگایا اور دربانوں کو حکم دیا کہ انہیں دو مکمل صفوں کے درمیان سے لے جاؤ کہ موفق کی نظر آپ پر نہ پڑے چنانچہ اسی انداز سے واپس تشریف لے گئے۔ آپ کے جانے کے بعد میں نے خادموں اور غلاموں سے کہا کہ وائے ہو تم نے کنیت کے ساتھ کس کا نام لے کر اسے میرے والد کے سامنے پیش کیا تھا جس کی اس نے اس درجہ تعظیم کی جس

کی مجھے توقع نہ تھی ان لوگوں نے پھر کہا کہ یہ شخص سادات علویہ میں سے تھا اس کا نام حسن بن علی اور کنیت ابن الرضا ہے، یہ سن کر میرے غم و غصہ کی کوئی انتہا نہ رہی اور میں دن بھر اسی غصہ میں بھنتا رہا کہ علوی سادات کی میرے والد نے اتنی عزت و توقیر کیوں کی یہاں تک کہ رات آگئی۔

میرے والد نماز میں مشغول تھے جب وہ فریضہ عشاء سے فارغ ہوئے تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے پوچھا اے احمد اس وقت آنے کا سبب کیا ہے، میں نے عرض کی کہ اجازت دیجئے تو میں کچھ پوچھوں، انہوں نے فرمایا جو جی چاہے پوچھو میں نے کہا یہ شخص کون تھا؟ جو صبح آپ کے پاس آیا تھا جس کی آپ نے زبردست تعظیم کی اور ہر بات میں اپنے کو اور اپنے ماں باپ کو اس پر سے فدا کرتے تھے انہوں نے فرمایا کہ اے فرزند یہ رافضیوں کے امام ہیں ان کا نام حسن بن علی اور ان کی

مشہور کنیت ابن الرضا ہے یہ فرما کر وہ تھوڑی دیر چپ رہے پھر بولے اے فرزند یہ وہ کامل انسان ہے کہ اگر عباسیوں سے سلطنت چلی جائے تو اس وقت دنیا میں اس سے زیادہ اس حکومت کا مستحق کوئی نہیں ہے یہ شخص عفت زہد، کثرت عبادت، حسن اخلاق، صلاح، تقویٰ وغیرہ میں تمام بنی ہاشم سے افضل و اعلیٰ ہے اور اے فرزند اگر تو ان کے باپ کو دیکھتا تو حیران رہ جاتا وہ اتنے صاحب کرم اور فاضل تھے کہ ان کی مثال بھی نہیں تھی یہ سب باتیں سن کر میں خاموش تو ہو گیا لیکن والد سے حد درجہ ناخوش رہنے لگا اور ساتھ ہی ساتھ ابن الرضا کے حالات کا تفحص کرنا اپنا شیوہ بنا لیا۔

اس سلسلہ میں میں نے بنی ہاشم، امراء لشکر، منشیان دفتر قضاة اور فقہاء اور عوام الناس سے حضرت کا حالات کا استفسار کیا سب کے نزدیک حضرت ابن الرضا کو جلیل القدر اور عظیم پایا

اور سب نے بالاتفاق یہی بیان کیا کہ اس مرتبہ اور ان خوبیوں
 کا کوئی شخص کسی خاندان میں نہیں ہے جب میں نے ہر ایک
 دوست اور دشمن کو حضرت کے بیان اخلاق اور اظہار مکارم اخلاق
 میں متفق پایا تو میں بھی ان کا دل سے ماننے والا ہو گیا اور اب ان
 کی قدر و منزلت میرے نزدیک بے انتہا ہے یہ سن کر تمام اہل
 دربار خاموش ہو گئے البتہ ایک شخص بول اٹھا کہ اے احمد تمہاری
 نظر میں ان کے برادر جعفر کی کیا حیثیت ہے احمد نے کہا کہ ان کے
 مقابلہ میں اس کا کیا ذکر کرتے ہو وہ تو علانیہ فسق و فجور کا ارتکاب
 کرتا تھا، دائم الخمر تھا خفیف العقل تھا، انواع ملاہی و مناہی
 کا مرتکب ہوتا تھا۔

ابن الرضا کے بعد جب خلیفہ معتمد سے اس نے ان کی جانشینی
 کا سوال کیا تو اس نے اس کے کردار کی وجہ سے اسے دربار سے

نکلوادياتھا (مناقب ابن آشوب جلد ۵ ص ۱۲۲، ارشاد مفيد ص ۵۰۵)۔

بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہ گفتگو امام حسن عسکری کی شہادت کے ۱۸ سال بعد ماہ شعبان ۲۷۸ ہجری کی ہے (دمعہ ساکبہ ص ۱۹۲ جلد ۳ طبع نجف اشرف)۔

امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت

امام یازدہم حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام قید و بند کی زندگی گزارنے کے دوران میں ایک دن اپنے خادم ابوالادیان سے ارشاد فرماتے ہوئے کہ تم جب اپنے سفر مدائن سے ۱۵ یوم کے بعد پلٹو گے تو میرے گھر سے شیون و بکا کی آواز آتی ہوگی (جلاء العیون ص ۲۹۹)۔

نیز آپ کا یہ فرمانا بھی معقول ہے کہ ۲۶۰ ہجری میں میرے
ماننے والوں کے درمیان انقلاب عظیم آئے گا (دمعہ ساکبہ جلد ۳
ص ۱۷۷)۔

الغرض امام حسن عسکری علیہ السلام کو بتاریخ یکم ربیع الاول
۲۶۰ ہجری معتمد عباسی نے زہر دلوادیا اور آپ ۱۸ ربیع الاول
۲۶۰ ہجری کو جمعہ کے دن بوقت نماز صبح خلعت حیات ظاہری
اتار کر بطرف ملک جاودانی رحلت فرمائے ”انا للہ وانا الیہ
راجعون“ (صواعق محرقة ص ۱۲۴، فصول المہمہ، ارنج المطالب
ص ۲۶۴، جلاء العیون ص ۲۹۶، انوار الحسینیہ جلد ۳ ص ۱۲۴)۔
علماء فریقین کا اتفاق ہے کہ آپ نے حضرت امام مہدی علیہ
السلام کے علاوہ کوئی اولاد نہیں چھوڑی (مطالب السول ص ۲۹۲،
صواعق محرقة ص ۱۲۴، نور الابصار ارنج المطالب ۴۶۲، کشف
الغمہ ص ۱۲۶، اعلام الوری ص ۲۱۸)۔

